Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

مستنصر حسین تارڑ کے سفر ناموں کا موضوعاتی جائزہ

"نکلے تری تلاش میں، اندلس میں اجنبی، خانہ بدوش" کے تناظر میں

***رافعہ خاتون**

پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ لسانیات وادبیات

****ڈاکٹر تحسین بی بی**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات, قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ABSTRACT:

Research based analytical review of Mustansar Hussain Tarar's selected travelogues. Travelogue writing is such a hobby in which a travelogue writer travels from place to place to satisfy his inner passion, He indulges in this habit to such extent. That he wants to see and go deeper and deeper for this urge to explore the world from oceans, rivers and deserts to the ups and downs of human's life, the habits cultures and customs of the civilizations. I have also chosen such a renowned and majestic travelogue writer his whole life is a witness of discovery of the worlds far and near to it's almost. He captured in his travelogues. So that the thirst for literature can be quenched. The actual number of his travelogues is 34 but I have selected some of them to analyze historically and geographically. The cultural heritages of the societies, languages and linguistics, the satire and humor, romanticism, exaggeration and the poetic sense of the civilization described by travelogue writer.

کلیدی الفاظ:

قوس و قزاح، سنگلاخ پہاڑ، مسلمانوں کا عروج وزوال، خطوں، ماسکو یونیورسٹی، جزئیات، فطری حسن، سیاحت، اندلس، مسجد قرطبہ، سنگِ میل۔

مستنصر حسین تارڑ ایک ہمہ جہت قلمکار ہیں۔ ان کی دلچسپی کے خصوصی میدان میں سفر نامہ فکشن اور افسانہ ہیں۔ آپ ان عظیم سفر نامہ نگاروں میں سے ایک ہیں جنہوں نے سفر نامہ نگاری کو بطور ادب متعارف کروایا۔ تحیر، تفکر، کہانی پن، افسانویت، طنز و مزاح، ڈرامائیت، بے ساختگی، شوخی و شرارت، سوچ کی تازگی، مشاہدے کی گہرائی، انسان دوستی کا شعور اور ادبی اسلوب نگاری و جنس نگاری جیسے موضوعات ان کی سفر ناموں میں موجود ہیں۔ تارڑ کی سفر نگاری میں تمام عناصر اہم ہیں۔ آپ کے سفر ناموں میں قوس و قزاح کے رنگ جھلکتے ہیں جو انہوں نے اپنے اسفار کے ذریعے بکھیرے۔

مستنصر حسین تارڑ ان عظیم سفر نامہ نگاروں میں سے ایک ہیں جنہوں نے سفر نامہ نگاری کو بطور ادب کے متعارف کروایا۔ انہوں نے ۳۴ سفر نامے تخلیق کئے جن میں ہر سفر نامہ اپنی مثال آپ ہے۔ مشرق ہو یا مغرب، شمال ہو یا جنوب، میدانی سفر ہو یا سنگلاخ پہاڑوں کے برف سے ڈھکے ہوئے گلشیئر ہوں یا تپتے ہوئے صحرا، کوئی جگہ انہوں نے نہیں چھوڑی، یہ ان کی طبیعت کا خاصہ تھا کہ وسائل کی کمی کی بھی انہوں نے پرواہ نہیں کی۔ ایک سفری جماعت ترتیب دی اور روانہ ہو گئے۔ بعض جگہوں پر تو بالکل تن تنہا سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن ادب کو ایسا خزانہ دیا جو پڑھنے والوں کا دل مطمئن کر دیتا ہے۔ بغیر سفر کئے وہ دنیا کی تہذیبوں اور جغرافیائی حالات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ شمالی علاقہ جات ان کی پسندیدہ جگہیں ہیں۔ وہ برف پوش چوٹیوں کے سحر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ وہ اس کی ٹھنڈک کو اپنی روح میں اتار لیتے ہیں۔ وہ نوجوانی سے لے کر بڑھاپے تک اسی تگ و دو میں رہے کہ بس ایک بار اور اللہ انہیں پہاڑوں میں لے جائے، وہ موت سے ڈرے اور نہ ہی سنگلاخ پہاڑوں کی ہیبت سے خوفزدہ ہوئے بلکہ ان سب کو وہ اپنا ساتھی قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک موت کا اگر کوئی تصور نہ ہو تو زندگی کا لطف نہیں ہوتا۔ موت خود زندگی کی ضامن ہوتی ہے۔

اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ ہمیں ابھی کچھ نہیں ہونا تو زندگی سے ایڈونچر ختم ہو جائے گا۔

مستنصر حسین تارڑ کے شہرہ آفاق سفر نامے کے مجموعے "نکلے تیری تلاش میں، خانہ بدوش اور اندلس میں اجنبی" اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک دوسرے کا تتبع کرتے ہیں۔ ان سفر ناموں کا موضوع مسلمانوں کا عروج وزوال ہے۔ وہ ان ممالک کا سفر کرتے ہوئے رنج والم سے دوچار ہوتے ہیں، کبھی حیرت و تحیر میں غوطہ زن ہو

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جاتے ہیں۔ کبھی فخر وانبساط کے جذبے سے سرشار ہو جاتے ہیں اور کبھی ندامت و شرمندگی سے سر جھکا لیتے ہیں۔ یہ سفر نامے بھرپور معلومات سے مزین ہیں جن میں تاریخ و جغرافیہ بھی ہے اور تہذیب و معاشرت کی داستان بھی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ان سفر ناموں میں موضوعاتی اعتبار سے رومانویت اور حسن بھی موجود ہے۔ ان سفر ناموں کے اسلوب میں رعنائی و لطافت اور روانی بھی ہے۔ حسن و دلکشی، رقص و موسیقی، ساز و آواز یہ سب ان کی تحریروں کا طرہ امتیاز ہے۔ مستنصر کا پہلا سفر نامہ "نکلے تیری تلاش میں" ہے جس کی اشاعت نے انہیں شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا، یہ سفر نامہ، اردو سفر نامے کا نقطہ آغاز ہے۔ سید صادقین احمد نقوی پاکستان کے مشہور خطاط (کیلی گرافر) اور پینٹر تھے۔ وہ مورال میں مہارت رکھتے تھے۔ مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامے "نکلے تیری تلاش میں" بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں کہ :

"تارڑ کی یہ کتاب میں نے پوری تو نہیں پڑھی شدائد حیات اور آوارگئ خیالات نے آج
تک کسی بھی نثر کی کتاب کو اول تا آخر پڑھنے کا موقع نہیں دیا" نکلے تیری تلاش میں"
جب بھی اور جہاں سے بھی کھل گئی پڑھنی شروع کی تو پڑھتا ہی چلا گیا۔ شدید مصروفیات
کے باوجود اور جہاں جہاں سے بھی پڑھی بیان کی شگفتگی اور تحریر کی روانی کے رنگ
اور رفتار کو یکساں پایا۔ قلم کی یہی جولانیاں اور رعنائیاں اور طرز انشا کی یہی شوخیاں
اور انگڑائیاں دوران خون میں ایک تاثر چھوڑ گئیں جو صفحہ قرطاس پر خطوط کی صورت
میں ظہور پذیر ہو گیا۔ تحریر آئینہ قرطاس میں تصویر ہو کر نظر آئی یعنی یہ خاکے ان کی
تحریر کا محض ایک عکس ہیں لہذا اہل بینش مجھے نہیں خاکوں کی بھی داد مستنصر حسین
تارڑ کے حسن تارڑ کے حسن بیان اور جمال نگارش کو دیں۔"(۱)

شاہکار سفر نامہ "نکلے تیری تلاش میں "افغانستان، ایران، ترکی، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، انگلینڈ، جرمنی اور آسٹریا کے سفری احوال پر مشتمل ہے۔ یہ ایک منفرد طرز نگارش کے باوجود مختصر سفر نامے کے اثرات بھی دیتا ہے۔ اس سفر نامے میں تاریخی واقعات کا جابجا ذکر ہے وہ تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر دیکھتے ہیں کہ سات سو برس پہلے بھی ان ممالک کا سفر اس لیے کیا گیا تھا کہ دنیا کو ان خطوں کی معلومات دی جائے وہ تاریخ کے دھانے کو بند باندھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"آج سے تقریباً سات سو برس پیشتر مارکوپولو بھی اسی راستے سے گزرا تھا۔
وہ اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے۔ آرمینیا کے قلب میں ایک نہایت بلند پیالہ نما
پہاڑ واقع ہے۔ کہا جاتا ہے نوحؑ کی کشتی یہاں لنگر انداز ہوئی تھی اور اسی
مناسبت سے اسے نوح کا پہاڑ کہتے ہیں۔ چوٹی پر برف باری پوری طرح
کبھی نہیں پگھلتی بلکہ ہر سال پرانی طرف پر نئی برف کی تہیں جم جاتی
ہیں اور اس طرح اس کی بلندی میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ برف پگھلنے

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سے پہاڑ کا دامن سر سبز اور زرخیز ہے۔" (۲)

سفر نامہ "نکلے تیری تلاش میں" میں ادب کی طرف رحجان سازی کا عنصر ملتا ہے۔ تارڑ نے عام قاری کو سادگی کی طرف راغب کیا، وہ لوگ جو مقفیٰ مسجع عبارت کو سمجھنے سے قاصر تھے انہیں ادب کی طرف مائل کیا۔ تارڑ بڑی سے بڑی بات کو بہت آسانی سے لکھ دیتے ہیں۔ ان کا انداز بیان عوامی اور سادہ ہے اور کبھی کبھی وہ مزاح کا بھی سہارا لے کر پڑھنے والوں کو مجبور کر دیتے ہیں کہ آخری صفحے تک جاتا ہے۔ اس حوالے سے سفر نامہ سے ایک تحریر ملاحظہ کریں:

"خوشگوار خنک ہوا کا ایک جھونکا چیڑ کے درختوں کو چھوتا ہوا آیا اور میرے نتھنوں
میں ہریاول اور تازگی کی باس رچ گئی۔ میرے پپوٹے سبز ٹھنڈک کے اس احساس کو برداشت
نہ کر سکے اور خود بخود بند ہونے لگے۔ سفر کے اختتام پر سیاح پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے تو
اس کے ذہن نیلگوں سمندر میں چند لمحے خوابوں کے جزیرے بن کر ابھرتے ہیں۔ ایسے لمحے
جو اس کی زندگی کا سرمایہ بن جاتے ہیں، ان لمحوں کا جادو عمر وقت کو زنجیر پہنائے رکھتا
ہے، وادی نیلم کی نیلی جھیلوں کی پہلی جھلک، ولایت میں کرسمس کی شام کو پہلی برف باری
جھیل جینوا کے کنارے گئی رات والز کا پہلا سبق، ماسکو کے چوک میں روسی لوگ دھنیں
کوہ آرارات کا برف پوش لبادہ اور تپتی دھوپ میں چیڑ کے درختوں سے پرے نیلگوں بحیرہ سر سر
میں بکھرے ہوئے جزیرے۔"(۳)

تارڑ نے سفر نامے کو داخلی احساسات سے روشناس کرایا۔ ان کے سفر ناموں میں ان کے عشق کی داستانیں بھی ملتی ہیں اور بعض اوقات تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر سفر نامے میں اپنا تازہ عشق بیان کر رہے ہیں۔ مختلف مقامات کی سیر کے دوران سفر نامے میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے وہ خواتین کا ذکر خوب کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر وہ ایسا ماحول پیدا کر دیتے ہیں کہ افسانے کا لطف پیدا ہو جاتا ہے اور کئی جگہ پر رومانویت کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے۔

"دل میں دریچہ کھلا اور اک من موہنی صورت نے جھانکا۔ پھر اس سے پرے دریچے
کھلتے گئے اور ہر ایک میں رملا تصویر بنی بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں گھمبیر
اداسی تھی اور مجھ سے مخاطب تھی۔" مجھے معلوم ہے تمہیں یورپی لباس پسند نہیں
اس لیے میں نے آج صرف تمہارے لیے مشرقی لباس پہنا تھا۔ میرے کانوں میں چاندی
کے جھمکے تھے۔ میرے بالوں میں چمبیلی کی خوشبو تھی، میری آنکھوں میں تمہارے
انتظار کی شمعیں روشن تھیں۔ آج مجھے اکیلی گھر تے ہوئے بہت ہی ڈر لگا تھا۔
میں بالکل تنہا تھی۔ میں نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی چاندی کے جھمکے اتار

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کر پھینک دیئے ہیں۔" (۴)

معروف ادیب اسرار زیدی سفر نامہ "نکلے تیری تلاش میں" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سیارہ ڈائجسٹ پڑھتے ہوئے دوسری تحریر "نکلے تیری تلاش میں" کا ایک باب کے عنوان سے سامنے نظر پڑی جس کے مصنف مستنصر حسین تارڑ تھے۔ کتاب اور مصنف دونوں ہی میرے لیے اجنبی تھے۔ تارڑ کا لاحقہ یوں بھی قدرے ثقیل تھا۔ پھر بھی میں نے سوچا اسے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ باب پڑھا تو اس قدر متاثر کن تھا کہ اگلے ہی روز سیارہ ڈائجسٹ جا پہنچا۔ سید قاسم محمود سے علیک سلیک کے بعد استفسار کیا یہ تارڑ کیا بلا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک کامیاب سفر نامہ نگار ہے جس کا اولین سفر نامہ "نکلے تیری تلاش میں" ہمارے اشاعتی ادارے نے شائع کیا ہے میں نے نیچے جا کر دکان سے قیمتاً یہ کتاب حاصل کی اور گھر آ کر اس کے مطالعے کا آغاز کیا۔ مواد کے علاوہ مصنف کا اسلوب اس قدر خوبصورت لگا کہ پہلی نشست میں پڑھ ڈالا۔ یہی نہیں بلکہ فوری طور پر اپنے تاثرات تحریر کر کے اخبار جہاں کو ارسال کر دیے! اگلے ہفتے میرے کالم کے حوالے سے قریبی دوستوں نے استفسار کیا کہ یہ مستنصر حسین تارڑ کون ہے؟ جسکی تنصیف پر آپ نے بھرپور تبصرہ کیا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ اس شخص سے قطعی آگاہی نہیں۔ میں نے "نکلے تیری تلاش میں" کے حوالے سے ہی یہ سب کچھ لکھا ہے۔" (۵)

" نکلے تیری تلاش میں" ہر صفحے پر ادب کے قاری کے لیے نشاط یا مطالعہ کا بہت سامان موجود ہے اور ان کی طلسماتی تحریر ہر قاری کو اپنی گرفت میں رکھتی ہے۔ لیکن خاص طور پر اس سفر نامے کا باب "اپاہج وینس " گداز کی سرایت گیر کیفیت میں گندھا ہوا ہے۔ یہی باب تارڑ کے ناول" پیار کا پہلا شہر" کی بنیاد ہے اور یہی حصہ ماسکو یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اس باب میں نمودار ہونے والا پاسکل کا کردار حقیقی ہے۔ وہ نیم اپاہج ہے مکمل اپاہج نہیں ہے۔ اسکی شخصیت نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ اس کے سحر سے باہر نہیں نکل سکے، وہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ حسن صرف ترتیب اعضا کا نام نہیں۔ بلکہ کچھ احساسات اتنے غالب ہو جاتے ہیں کہ ان کی کمی کا احساس جاتا رہتا ہے اپنائیت، خلوص اور محبت اس کی کمی کو دور کر دیتی ہے۔ اس کی ایک مثال یوں ہے۔

"پاسکل نے سرخ کوٹ الٹایا اور بالکل ناک کی سیدھ میں دیکھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی میں اسی طرف جھکا ہوا اس کے راستے سے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ ایک لمحہ کے لیے جھکی

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اور پھر بندر گاہ سے اترتی ہوئی سیڑھی کی طرف رخ کر کے چلنا شروع کر دیا۔ میں

سیدھا کھڑے ہو کر اس کے پیچھے چلنے کو تھا مگر چل نہ سکا۔ مجھے یوں محسوس ہوا

جیسے میرا سانس رک گیا ہو۔ میرے قدم عرشے کی گیلی لکڑی پہ میخوں سے ٹھونک دیے

گئے ہوں، میں جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ قدرت کا بھونڈا مذاق تھا۔ خالق اپنے تخلیقی عمل میں

کہیں چوک گیا تھا۔ وہ چل نہیں رہی تھی بلکہ چلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لڑکھڑاتی ٹھوکریں

کھاتی ہوئی پاسکل۔ وہ لنگڑی تھی، بے بسی اور غصے کے جذبات سے میرا دماغ دہکنے لگا۔

میں نے اپنے سینے میں اس بے بس لڑکی کے لیے بے پناہ ہمدردی اور رحم کی ایک لہر

دوڑتی ہوئی محسوس کی۔ میں وہیں بے حس و حرکت کھڑا اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا

وہ ایک ہاتھ اپنی ران پر سختی سے جمائے ہوئے تکلیف دہ انداز میں لنگڑاتی ہوئی چلی جا

رہی تھی۔" (٦)

سفر نامہ "اندلس میں اجنبی" یونیسکو کے ایک سروے کے مطابق اس برس کا سب سے زیادہ تخلیقی شاہکار قرار دیا گیا، یہ سفر نامہ پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۷۶ میں آلتحریر آلاہور سے شائع ہوا۔ یہ سفر نامہ بھی "نکلے تیری تلاش میں" کی دوسری کڑی ہے اس سفر میں انہوں نے روسان، قشتالیہ، ثوریا، مدینہ سالم، میڈرو، قرطبہ، اشبیلہ، ہر موز اور غرناطہ کی سیاحت کی، وہی کیفیت جو پہلی کتاب میں تھی یہاں پر بھی ان پر غالب رہی، قرطبہ اور غرناطہ کی عظمتِ رفتہ انہیں مسلمانوں کے شاندار عہد کی یاد دلاتی رہی اندلس مسلمانوں کی تہذیبی تشخص کا امین ہے۔ تابناک ماضی کی جھلکیاں اس سفر نامہ میں شامل ہیں، اس سفر نامہ کو پڑھتے ہوئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ لفظ و خیال کی ایک دھڑکتی ہوئی کائنات ہے۔ یہ صدیوں سے دریاؤں کی طلوع ہوتی ہوئی تہذیب ہے۔ یہ خطاطی کی ایک دھنک الگ قوس ہے اس سفر نامے میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی جھلکیاں نمایاں ہیں جس کے تحت اس سرزمین کی سیاحت تاریخ کے دریاؤں میں سفر کرنے کے مترادف ہے۔

مستنصر حسین تارڑ جب مسجد قرطبہ دیکھتے ہیں تو ان کی کیفیت بھی علامہ محمد اقبال (شاعر مشرق) کی طرح ہو جاتی ہے۔ وہ قرطبہ کے عشق سراپا دوام میں کھو جاتے ہیں۔

اے حرم قرطبہ! عشق سے تیرا وجود

عشق سراپا دوام، جس میں نہیں رفت و بود (مسجد قرطبہ: بالِ جبریل)

کرنل محمد خان پاکستان کے نامور مزاح نگار و سفر نامہ نگار ہیں۔ انہوں نے اردو سفر نامے میں نشاط انگیزی پیش کی، مستنصر حسین تارڑ کی سفر نامہ نگاری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:۔

" مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامے قدیم اور جدید سفر ناموں کا سنگم ہیں۔ ان میں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پرانے سفر ناموں والی معلومات بھی ہیں اور ماڈرن سیاحت کا چمکتا ہوا مشاہدہ بھی۔

ان کا قاری بیک وقت ماضی اور حال میں سفر کرتا ہے۔ ماضی کا نقشہ جمانے کے

لیے مستنصر تاریخ کا سہارا لیتا ہے اور حال کو بیان کرنے کے لیے وہ اپنے مشاہدے

پر اکتفا کرتا ہے۔۔۔ مستنصر دھرتی کے ساتھ چلتا ہے۔ لغوی معنوں میں بھی اور استعارۃً بھی۔

وہ آپ کو قریہ قریہ، نگری نگری، پیدل چلتا یا مقامی بس یا ریل میں سفر کرتا دکھائی دیتا۔" (۷)

تاریخ اور تخیل، مشاہدات اور محسوسات کا امتزاج یہ سفر نامہ تارڑ کے فنی سفر کا اہم سنگ میل ہے یہ سفر صرف سفر نہیں بلکہ کون جگر کی کشید بھی ہے وہ ہر لمحہ خود کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ اس مشاہداتی کیفیت میں خود کو بہت رنجیدہ کرتے ہیں احساس اور تخیل کا اندازہ ملاحظہ کیجئے۔

" قرطبہ کی محرابوں اور غرناطہ کے ایوانوں نے مجھے ایک ڈور میں باندھ رکھا ہے میں اس کے آخر میں جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈور کون ہلا رہا ہے۔ استنبول کی نیلی مسجد میں مجھے قرطبہ کے ستون یاد آئے۔ سٹاک ہوم میں سا گر یتانے کہ تھا وہ کون سا ایسا فسوں ہے جو ہمیں سب کچھ چھوڑ کر اندلس جانے پر مجبور کر رہا ہے ؟لندن میں میری نظریں جنوب کی سمت ہی لگی رہیں۔ پیرس کی پاسکل کے اپاہج بندھن بھی میرا راستہ نہ روک سکے۔"
(۸)

مستنصر حسین تارڑ نے اپنے سفر نامہ "اندلس میں اجنبی " میں تپتی دوپہر میں موت میں اندلس میں کھیلے جانے والے خوفناک کھیل، بل فائٹنگ کی تمام تر تفصیلات، جزئیات سمیت مگر ادبی چاشنی کے ساتھ اتنے گرافک انداز میں پیش کی ہیں کہ سفر نامے کا قاری چشم تصور سے مطالعے کی میز پر بیٹھے بیٹھے رونگھٹے کھڑ کر دینے والے تمام مناظر دیکھ لیتا ہے۔ اندلس ایک داستان بھی ہے اور معمہ بھی ہے وہ اس سفر کی داستان اس قدر سجا بنا کر پیش کرتے ہیں کہ کلیات سے جزئیات تک سب ہی قاری کو پہنچ جائے۔ وہ اس کی نوک پلک کو سنوار کر قابل مطالعہ بناتے ہیں۔ اس امر سے گزر کر وہ خود ایک منجھا ہوا کھلاڑی لگتے ہیں۔ بقول اعجاز بٹالوی

"زوال اندلس کے بعد مسجد قرطبہ کی منقش چھت سے لکڑی کو کاٹ کر موسیقاروں

نے ساز بنا لیے تھے۔ عیسائی موسیقاروں میں ایک مشہور روایت تھی کہ مسجد قرطبہ

کی چھت سے کاٹی ہوئی لکڑی سے بنی گٹار ہمیشہ ایک حزن آمیز سریلا پن ہوتا ہے۔

کتاب پڑھتے پڑھتے مجھے کبھی کبھی یہ محسوس ہوا کہ مستنصر حسین تارڑ نے بھی

"اندلس میں اجنبی لکھنے کے لیے شاید اسی لکڑی کو تراش کر قلم بنا لیا تھا" (۹)

احمد ندیم قاسمی تارڑ کے سفر نامے "اندلس میں اجنبی" کے فن و موضوعات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دراصل اب سفر نامہ نگاری کے لیے صرف سفر کرنا شرط نہیں رہا۔ سفر میں سے گزرنا

شرط ہو گیا ہے۔ جیسے انسان ایک تجربے میں سے گزرتا ہے اور جب اس کا اظہار

کرنے بیٹھتا ہے تو اپنے اوپر اس تجربے کو وارد کر لیتا ہے۔ اسی لیے مجھے یقین ہے

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کہ مستنصر حسین تارڑ نے اندلس کے دو سفر کیے ہیں۔ اندلس کا دوسرا سفر اس نے

لاہور میں بیٹھ کر اس وقت کیا جب وہ "اندلس میں اجنبی" لکھ رہا تھا اور اپنے پہلے سفر

کے تمام حالات وواقعات مقامات، مشاہدات، محسوسات اور کرداروں کو زندہ کر رہا

تھا۔ "نکلے تیری تلاش میں" سے لے کر اب تک اشاعت پذیر ہونے والی مستنصر کی

کتابوں کا مطالعہ کیجیے تو صاف معلوم ہوتا ہے وہ مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔"(۱۰)

تارڑ کا اعتراف اپنی جگہ مگر "اندلس میں اجنبی" بھی کسی حوالے سے (تاریخی ہو یا ادبی) کم درجے کی تخلیق نہیں ہے۔ اس سفرنامے میں بعض مقامات پر تارڑ نے ادبی انتہاؤں کو چھو لیا ہے، بدبخت قشتالیہ ماریہ زابرا ناچ رہی تھی۔ ثوریا! ثوریا! ثوریا! اور کتاب کے آخری باب میں "اندلس میں اجنبی" کے حوالے سے بطور مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مستنصر کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے سفرنامے کو کہانی اور ناول کے قریب تر کر کے پڑھنے والوں میں ایک تجسس اور شوق مطالعہ کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ ان کے مشاہدہ تجربے کی نوک سناں سے گزرتا ہوا قلم ان کے لیے کیمرے کا کام دیتا ہے۔

"خانہ بدوش" مستنصر حسین تارڑ کی سفرنامہ نگاری کا تیسرا اہم سنگ میل ہے یہ سفر انہوں نے سات برس کی محنت شاقہ کے بعد مکمل کیا، اس میں افغانستان، ایران، ترکی، شام، لبنان اور اٹلی کی سیاحت شامل ہے۔ ان اسفار میں ملی جلی کیفیات پائی جاتی ہیں۔ اگر اسے سیاحتی رزمیہ کہا جائے تو بجا نہ ہوگا جس میں موضوعاتی اعتبار سے حسن وجمال، دکھ وملال، رنج وغم کی کیفیات ملتی ہیں۔ ایک سیماب فطرت سیاح کی طرح انہوں نے نگر نگر گھوم کر تاریخ وجغرافیہ کو یکجا کیا۔ "خانہ بدوش" کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں انہوں نے نئی جہات اور نئے امکانات پیش کیے ہیں۔ اس میں مستنصر اپنی بے اختیاری، جنون اور دیوانگی کا اظہار کرتے ہیں :

"میں جو ازل سے سفر کے اس بگولے کی زد میں ہوں جو کبھی میرے وجود کی جھاڑی

کو ایک مقام پر جڑیں پکڑنے نہیں دیتا۔ ہر سال دو سال بعد مجھے اکھاڑ پھینکتا ہے اور میں

بے اختیار ہو کر اس کی متعین کردہ سمتوں میں گردش کرنے لگتا ہوں، حرکت میں آجاتا

ہوں، سفر پر نکل کھڑا ہوتا ہوں۔ "(۱۱)

مستنصر حسین تارڑ کے سفرناموں کا اہم موضوع نسوانیت بھی ہے جو ان کے سفرنامہ کا خاصہ رہی ہے، وہ اس کا برملا استعمال کرتے ہیں۔ کبھی مشرق کی عورت اور کبھی مغرب کی عورت، کبھی سادہ اور روایت کی پابند عورت کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی سجی سنوری، فیشن سے آلودہ عورت کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن وہ سادگی اور فطری حسن کو ہی پسند کرتے ہیں وہ عورت کا وہی تصور پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھا جو چادر اور چار دیواری کی ضمانت دیتا ہے۔ وہ بنیادی طور پر جٹ ہیں۔ جہاں ماں، بہن اور بیوی کے تعلق کو نہایت مثبت انداز میں دیکھا جاتا ہے مگر جب وہ مغرب جاتے ہیں تو ہوس میں لپٹی ہوئی عورت کو دیکھتے ہیں تو کراہیت محسوس کرتے ہیں۔ انہیں ایسی عورت کبھی بھی مرغوب نہیں رہی، وہ مشرق کی شرماتی سجیلی عورت سے ہی متاثر ہیں۔ وہ جگہ جگہ موازنہ کر کے مشرق کی عورت کی برتری ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن حقیقت سے انکار ممکن نہیں لہٰذا اس تہذیب کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ جس کے ضمن میں ان کے ہاں جنس نگاری کا پہلو بھی ابھرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ معروف تنقید نگار ذوالفقار احسن کی رائے کے مطابق:

"وہ قاری کو محظوظ کروانے کے چکر میں بعض مقامات پر جنس نگاری کے ضمن میں

توازن کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ اس افسانوی انداز میں جنس کا عنصر غالب آجاتا ہے اور

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سفر نامہ بہت کم دکھائی دیتا ہے۔"

مستنصر حسین تارڑ کے اسلوب میں رنگینی بھی ہے اور رعنائی بھی، لطافت بھی ہے اور روانی بھی، ان کی تخلیقات میں ایسی تحریریں موجود ہیں جو ساز کے تاروں کی طرح کسی ہوئی ہیں اور جن کا ادبی ذائقہ پڑھنے والوں کو ہمیشہ یاد رہے گا، انہوں نے اپنے محسوسات اور نادر تشبیہات اور اچھوتے کنایات میں باتیں کی ہیں۔ ان کے جملوں میں مرصع کاری اور فنکارانہ آراستگی بھی اپنے کمال کو پہنچی ہوتی ہے گو کہ وہ سادگی اور عام فہم زبان کو پسند کرتے ہیں مگر ان کے اندر ایک ایسا ادیب بھی چھپا ہوا ہے جو تمام ادب کے قرینوں پر دسترس رکھتا ہے ان کا قلم کہیں رکتا نہیں وہ صرف عمومی تحریر کو صفحہ قرطاس پر نہیں بکھیرتے بلکہ اپنی مکمل اور مشقت طرز تحریر سے باور کروانا چاہتے ہیں کہ وہ ہر فن مولا ہیں۔ وہ اپنی تحریروں میں جہاں تہذب اور ادب کی باتیں سکھاتے ہیں تو وہیں بذلہ سنجی اور چٹکلہ پن کو بھی دعوت دیتے ہیں تاکہ ملا جلا رجحان پڑھنے والوں کو مشغول رکھے۔ کہیں مسجد قرطبہ کی باتیں کرتے ہیں تو کہیں وینس کے قبیح قمار خانوں کی، وہ توازن رکھ کر چلتے ہیں۔ وہ نہ تو مُلّا اِزم کے حامی ہیں اور نہ ہی لبرل اِزم کے۔ وہ اعتدال پسندی کو اپنی تحریروں میں سموتے ہیں اسی لیے وہ ایک کامیاب لکھاری ہیں۔ حسن اور دلکشی ان کی تحریروں کا طرہ امتیاز رہا ہے اس حوالے سے ایک مثال ملاحظہ کیجیے:

"لپ سٹک کے یہ خوبصورت سرخ پھول ایک عرصہ تک سفر کی یادوں کے
اس شہتیر پر کھلے رہے جسے بوریت اور تنہائی کے لمحوں میں سوچ کا رندہ آہستہ
آہستہ چھیلتا رہتا ہے۔ ایک بھوکے فقیر کی طرح جو روٹی کے ایک ٹکڑے کو دانتوں
تلے چبا چبا کر نگلتا ہے کہ کہیں یہ جلد ختم نہ ہو جائے۔ یوں یادوں کا وہ شہتیر جو
سفر کی محبتوں، اذیتوں اور رعنائیوں کے تن آور درختوں میں سے نکلتا ہے وقت
گزرنے سے دھیرے دھیرے برادے میں بدلتا رہتا ہے اور ایک شب ایسی آتی ہے
جب سوچ کے رندے کے لیے کچھ باقی نہیں رہتا اور بے بسی کے سانس برادے
کے ڈھیر کو بھی ہواؤں میں بکھیر دیتے ہیں۔"(۱۳)

رقص و موسیقی، مصوری، ساز و آواز یہ سب تارڑ کی دلچسپ جہتیں ہیں۔ فنون لطیفہ سے انہیں طبعی مناسبت ہے وہ ایک کن رس اور سخن شناس فنکار ہیں اس کتاب میں وہ سفر کے دوران ام کلثوم اور فیروز کی فردوس گوش آوازوں کے اسیر ہوتے نظر آتے ہیں:

"ام کلثوم اور فیروز کی آوازوں نے آئندہ چند روز کے لیے شام اور لبنان میں میرے
ساتھ سفر کرنا تھا۔ دوران سفر نیند کے علاوہ مجھے ایسا کوئی لمحہ یاد نہیں جبکہ ان کی
گہری رچی ہوئی آوازیں میرے کانوں میں نہ اتری ہوں۔ محلے اور بازار تو خیر، ان سر
کی دیویوں کے الاپ سے گونجتے ہی ہیں مگر ٹیکسیوں، بسوں، قہوہ خانوں یہاں تک کہ
کھلے میدانوں اور ویرانوں میں بھی یہ دو خواتین ہمہ وقت آپ سے ہم کلام ہوتی ہیں۔ ام کلثوم
اور فیروز ان ملکوں کی آب و ہوا ہیں۔ شک ہونے لگتا ہے کہ عمارتوں اور انسانوں کے

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ان کی گونجتی صداؤں کی گرفت میں ہیں۔انہی کی بدولت قائم ہیں اور اگر کبھی یک لخت

خاموش ہو جائیں تو شاید اس سناٹے سے عمارتیں ڈھے جائیں اور انسان گونگے ہو جائیں۔" (۱۴)

مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامے مزاح نگاری اور طنز سے بھرے ہوئے ہیں، مشکل سے مشکل سفر میں بھی آپ مزاح کا دامن نہیں چھوڑتے، موت کی وادی میں بھی کھڑے ہوں تو کوئی ایسا چٹکلہ چھوڑ دیتے ہیں جو وقتی خوفناکی کو ختم کر دیتا

ہے حالانکہ شمال کے اسفار جگہ جگہ موت کو دعوت دیتے ہیں مگر ان کے اندر کی شگفتگی اس کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ ماحول کو کشیدہ نہیں ہونے دیتے، ایک تحریر ملاحظہ ہو:

"بقول سروانتس ایک مہم جو شخص محبوبہ کے بغیر ایسے ہی ہے جیسے ایک

درخت پھل اور پتوں کے بغیر۔ چنانچہ ڈان کے خوتے نے ایک دیہاتی دوشیزہ کو

اپنی محبوبہ قرار دے کر سفر کا آغاز کیا۔ میں اس معاملے میں ڈان کے خوتے سے

پیچھے رہ گیا تھا کیونکہ لاہور شہر کی تنگ گلیوں میں اگر محبوبہ کی تلاش کی جائے

تو سفر مہم جوئی کی بجائے سفر آخرت کا آغاز ہو جاتا ہے۔"(۱۵)

تارڑ کی شخصیت میں جبلت مرگ نہایت قوی ہے۔ موت ان کا مرغوب موضوع ہے۔ موت کا خوف ان کی تحریروں کی بنت میں غیر ارادی طور پر شامل ہوتا چلا جاتا ہے مذکورہ سفر ناموں سے لے کر ان کے بعد کے سفر ناموں بالخصوص سنولیک اور یاک سرائے تک اور اس کے علاوہ ان کے ناولوں میں بھی اس کی کارفرمائی واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے:

"ایک آوارہ گرد بے شک تہذیب یافتہ ہو یا جنگلی، زندگی میں کامیاب ہو یا ناکام،

بہادر ہو یا بزدل، وہ ایک بچہ ہے اور ڈرتا ہے اس مرگ سے جو ہوا میں ہے اور

زندگی کی حرارت کو کھا جائے گی۔۔۔مرگ جو ہوا میں ہے۔ بس شاید ایک لمحے

کے لیے ایک ہی جگہ معلق ہوئی، رکی اور پھر ہوا میں گرنے لگی۔ جیسے ایک

پر کٹے پرندے کو ہوا میں اچھال دیا جائے تو وہ بالآخر نیچے گرنے لگتا ہے۔" (۱۶)

مستنصر حسین تارڑ کے ان تینوں شاہکار سفر ناموں "نکلے تیری تلاش میں، اندلس میں اجنبی، خانہ بدوش" میں تہذیبی، معاشرتی، تاریخی، تفریحی، افسانوی، رومانوی غرضیکہ ہر انداز تحریر و موضوع بیان ہوا، گو کہ ان تینوں سفر ناموں کے سفر انہوں نے مشرق سے مغرب کی طرف کیے، مسلمانوں کے عروج وزوال کی داستانوں کے نقش انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور قارئین کو بھی دکھائے۔ ان کا انداز بیان اس قدر خوب صورت اور دلآویز ہوتا ہے کہ پڑھنے والا ماضی کے دریچوں میں کھو جاتا ہے۔ ان کے ان سفر ناموں میں سفر کی صعوبتیں بھی ہیں تو خوش کن لمحات بھی، واقعات نگاری بھی موجود ہے اسی طرح جہاں تہذیب اور معاشرت کا ذکر ہے تو وہیں اخلاقیات اور اصلاحات بھی موجود ہیں، انہوں نے تہذیب کی جدیدیت سے لے کر کلاسکیت سب ہی کچھ بیان کر دیا، اگر یہ کہا جائے کہ یہ تینوں سفر نامے ان کے سیاحتی رزمیے ہیں تو بالکل درست ہو گا۔ اور یہ سفر نامے فن و فکر اور موضوعات کا اعلیٰ مرقع ہیں۔ جو سفر نامہ نگاری کے فن کی معراج ہے۔

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

حوالہ جات:

۱۔ سید صادق قین احمد نقوی، کتابچہ، عالمی فروغ ادب ایوارڈ۲۰۰۳ صفحہ نمبر ا

۲۔ مستنصر حسین تارڑ، نکلے تیری تلاش میں، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲ صفحہ ۱۰۰

۳۔ مستنصر حسین تارڑ، نکلے تیری تلاش میں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۲ صفحہ ۱۵۷

۴۔ مستنصر حسین تارڑ، نکلے تیری تلاش میں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۲ صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰

۵۔ اسرار زیدی، بام ودر جن سے روشن ہوئے، مقبول اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۷، صفحہ ۱۵۵۔۱۵۶

۶۔ مستنصر حسین تارڑ، نکلے تیری تلاش میں، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲ میں صفحہ ۱۰۔۱۱

۷۔ کرنل محمد خان، اندلس میں اجنبی، سنگ میل پبلی کشینز لاہور، ۱۹۸۷ صفحہ ۱۰۔۱۱

۸۔ مستنصر حسین تارڑ، اندلس میں اجنبی، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، صفحہ ۱۶

۹۔ اعجاز بٹالوی، اعجاز بیان، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۴ صفحہ ۳۳۲

۱۰۔ احمد ندیم قاسمی، کتابچہ، عالمی فروغ اردو ادب ایوارڈ ۲۰۱۳ صفحہ نمبر ۲

۱۱۔ مستنصر حسین تارڑ، خانہ بدوش، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور صفحہ ۹

۱۲۔ ذوالفقار علی احسن، اردو سفر نامے میں جنس نگاری کا رجحان، مغربی پاکستان، اردو اکیڈمی لاہور ۲۰۰۸ صفحہ ۲۲۳

۱۳۔ مستنصر حسین تارڑ، خانہ بدوش، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲ صفحہ ۹

۱۴۔ مستنصر حسین تارڑ، خانہ بدوش، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲ صفحہ ۱۹۸، ۱۹۷

۱۵۔ مستنصر حسین تارڑ، خانہ بدوش، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۲ صفحہ ۱۳۵

۱۶۔ ڈاکٹر غفور شاہ قاسم، پاکستانی ادب کے معمار، اکادمی ادبیات اسلام آباد پاکستان ۲۰۱۸ صفحہ ۱۳